اگنی بلیک

عمران سیریز



عمران سیریز

اگنی بلیک

نورین خان

اگنی بلیک

مکمل ناول

نورین خان

جمعرات/17اکتوبر2024

عمران سیریز ناول۔۔۔۔اگنی بلیک

یار صفدر ذرا گلاس میں جوس ڈالنا۔

ارے اورنج جوس نہیں۔۔۔۔مجھے مینگو جوس ڈال کے دو۔۔

سوپر فیاض کے نہرے تو ذرا دیکھو۔

نواب صاحب بنے ہوئے ہیں۔نواب صاحب!

نہیں تنویر بلکہ سلطان سلیمان بنے ہوئے ہیں۔

اور اسکی منظور نظر اسکو مشروب ڈال کے دے رہی ہے۔

لاحول ولاقوۃ۔۔۔

صفدر بولنے لگا۔۔یار عمران کبھی تو سنجیدہ ہوا کرو۔

یاد آیا سنجیدہ!میری کلاس فیلو تھی لندن میں۔

اتنی پتلی تھی۔۔اتنی پتلی تھی۔۔جیسے بھینسیں۔۔

بھلا یہ کیا بات ہوئی؟

بھینس بھی کبھی پتلی ہوتی ہے کیا؟

نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔۔ہوتی۔۔

یار عمران میں بور رہا ہوں یہاں۔

میرے جگر کے ٹکڑے ،تھوڑا صبر کرو۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے عمران احمقوں!کیطرح ناچنے لگتا ہے۔

بس۔۔بس۔۔۔اتنا ناچ کافی ہے میرے دوست۔

میرے خیال میں ہم یہاں انجوائے کرنے آئے تھے۔

مگر تمھارے اس کاہل ہد ہد نے ہمیں سمندر کے کنارے لے آیا۔

بھلا سمندر کے کنارے پر بھی تفریح ہوتی ہے۔

مجھے تو بہت بورنگ لگتا ہے۔تنویر نے اچھا خاصا باشن دے ڈالا۔

کیوں تفریح نہیں ہوتی بھلا۔۔

میں نے تو سنا ہے! کہ سمندر کے اندر بھی تفریح ہوتی ہے۔

کیا تم نے نہیں سنا لنڈن کے بزنس مین! نے ٹائی ٹینک کا ملبہ دیکھنے کے لئے ایک کڑوڑ کا ٹکٹ خریدا تھا۔

مگر پھر وہ واپس بھی نہیں آئے۔

یہ بھی تو ساتھ بتاو۔

افسوس افسوس! بس کیا کہہ سکتے ہیں۔

یہ ہد ہد نظر نہیں آ رہا۔

وہ واپس چلا گیا ہے۔

سنہری سورج وسیع سمندر! پر سخاوت سے چمک رہا تھا، ایک پر سکون اور دلنشیں سماں تھا۔

لہریں ساحل کے ساتھ زور سے ٹکراتی ہیں، ان کی آواز گویا فطرت کا ایک سنگیت ہے۔

ساحل سمندر پر، عمران تنویر اور سوپر فیاض بیٹھے ہوئے ہیں،

عمران (ایک مقامی روایتی مشروب) پی رہے ہیں، پر امن ماحول سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

ایسے لگ رہا تھا جیسے۔۔ پانی پر سورج کی روشنی رقص کر رہی ہو،

کشتیاں آہستہ سے فاصلے پر سطح سمندر پر تیر رہی تھی۔

عمران تنویر (پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ اپنے مشروب کو گھونٹتے ہوئے)

آج تو آسمان بھی ایک رنگین پینٹنگ کی طرح لگ رہا ہے۔

ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے سمندر اور آسمان مل رہے ہیں۔

سوپر فیاض (سر ہلاتے ہوئے، آنکھیں افق پر جمی ہوئی)

یہ پر امن جگہ ہے...... جب تک کہ کوئی چیز توازن کو خراب نہ کرے تب ٹھیک۔

کیا مطلب فیاض؟

یعنی کہ جب تک عمران کا موڈ ٹھیک رہے۔

اب سمجھے؟

ہاہاہاہا! صفدر! زور سے قہقہہ لگاتے ہوئے۔

عمران اور تنویر (ہنستے ہوئے، ایک اور گھونٹ لیتے ہوئے) آپ کے ساتھ کیا غلط ہو رہا ہے، مصروف آدمی؟

یہ ایک بہترین دن ہے۔کچھ بھی اسے پریشان نہیں کرے گا۔

کیونکہ ہدہد خود پریشان آدمی ہے۔

سوپر فیاض (ایک آدھی مسکراہٹ کے ساتھ)

تم نہیں جانتے عمران۔۔۔

پتہ نہیں کیوں مجھے سمندر ہمیشہ گہرا لگتا ہے۔سمندر اپنے اندر راز رکھتا ہے۔

عمران اچانک کھڑا ہوتا ہے،ساحل کے ساتھ بھاگتے کتوں کے ایک گروپ کی طرف دیکھتا ہے۔

میرے دوست فیاض!اس میں کیا غلط ہے بھلا؟

سمندر تو ہوتا ہی گہرا ہے۔

عمران تنویر (آواز) میں ایک منٹ میں واپس آجاوں گا،

کتوں کو جمع کرنے کی ضرورت ہے اس سے پہلے کہ وہ بہت دور بھٹک جائیں۔

کیوں عمران!اب تمھیں کتے اچھے لگنے لگے؟

ہاں عنقریب میں کتوں پر ریسرچ کروں گا۔

تنویر فیاض سے۔۔یہ عجیب بندہ ہے۔

عمران! کتوں کی طرف چلتا ہے،فیاض ریت پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

جیسے جیسے ہوا چلتی ہے پرامن ماحول تیزی سے بدل جاتا ہے۔

فیاض پانی کی طرف دیکھتا ہے

کچھ گڑبڑ محسوس ہوتا ہے۔

پھر اسے اپنے پیچھے ایک مدھم آواز سنائی دیتی ہے۔دور سے ہسنے کی آوازوں آرہی تھی۔

غالبا دوتین حسین لڑکیاں!چست لباس میں کھڑی ہنس رہی تھی۔

اور عمران کو دیکھ کے ہاتھ ہلا رہی تھی۔

ارے رقیہ!وہ دیکھو۔

علی عمران!ایم۔اس۔سی،ڈی ایس۔سی لندن۔۔۔آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز۔۔۔فرام سینٹرل انٹیلی جنس بیورو۔۔۔

ارے ہاں زرمینہ!یہ تو سر رحمان کے بیٹے ہے۔

وہی سر رحمان جو ڈائریکٹر جنرل آف سیکرٹ انٹیلی جنس میں تھے۔

چلو چلو اسکے ساتھ سیلفی لیتے ہیں۔

ارے آپ کتنے ہنڈسم ہے؟ رقیہ بولی۔

اچھا! تو کیا آپ میرا اچار ڈال کر پراٹھے کے ساتھ کھائیگی؟

کیا۔۔۔

کچھ نہیں حسیناوں۔۔۔میں یہاں پرانے اخبار ڈھونڈھنے آیا ہوں۔

آپ لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں؟

عمران صاحب! بھلا سمندر پے اخبار کیوں؟

کیونکہ میری بکری نے مرغی کے انڈے دیئے ہیں۔

اوہ! آپ بہت مزاحیہ ہے۔

اچھا پیاری خواتین۔۔۔آپ وہاں جائیں۔۔

میرے کنوارے دوست وہاں بیٹے ہیں۔

انکے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

مجھے کچھ کام ہے ابھی۔

کیا کام ہے عمران جانی! رقیہ اسکے کندھے کو چھوتے ہوئی بولی۔

خبردار! ہاتھ ہٹاو نازنین!

بی اماں! کہتی تھی۔جس جگہ پے نامحرم کا ہاتھ لگ جائے۔تو قیامت کے دن وہ جگہ آگ میں جلائی جائے گی۔۔

کیا آپ مجھے جلانا چاہتی ہے نازنین۔۔

ن۔۔۔ن۔۔۔نہیں رقیہ ہاتھ ہٹا دیتی ہے۔

اچھا ہم جا رہے ہیں۔۔۔اور لڑکیاں چلی گئی۔

عمران! ریت میں سیپیاں تلاش کرنے لگتا ہے۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد پیدل ریت پر ٹہلنے لگتا ہے۔

اچانک چلتے، چلتے وہ گر جاتا ہے۔

اس کی آنکھیں پھیل جاتی ہیں جب اسے ساحل کے قریب کچھ عجیب نظر آتا ہے: ریت میں ایک ابھرا ہوا ٹیلا۔

ارے یہ ریت کا پہاڑ یہاں کیسے؟

عمران اٹھا اچانک کسی چیز سے ٹکرا کر پھر گر گیا۔ یہ کیا ہے؟ ریت کے اندر۔

یہ تو کسی کا ہاتھ لگ رہا ہے۔

عمران ریت ہٹھانے لگا۔ ارے باپ رے۔۔

یہ تو لاش ہے۔

یہ ایک لاوارث لاش کی طرح لگتا ہے،لیکن جیسے جیسے ہوا چلتی ہے،انسانی شکل کا خاکہ ابھرنے لگتا ہے۔

ارے یہ تو کوئی نوجوان لگتا ہے۔

حق ہے اللہ۔۔۔۔۔عمران زور سے بولتا ہے۔

اتنی زور سے کہ آواز دور تک سنائی دیتی ہے۔

صفدر فورا بھاگتا آتا ہے۔۔۔۔سچ ہے واللہ۔۔۔

ارے یہ صفدر کیوں بھاگ رہا ہے تنویر؟

مجھے کچھ سمجھ میں آرہا ہے۔

چلو عمران کے پاس۔۔۔۔فورا اٹھو۔۔

سوپر فیاض (خود سے سرگوشی کرتے ہوئے)

دنیا میں کیا؟

دنیا میں لاش ہے۔ پیارے عمران! شوخی سے بولا۔

سوپر فیاض! احتیاط سے کھڑا ہوتا ہے،قریب چلتا ہے،اور ٹیلے کے پاس گھٹنے ٹیکتا ہے۔

وہ آہستہ آہستہ ریت کو صاف کرنے لگتا ہے۔

دوسرا ہاتھ نمودار ہوتا ہے ٹھنڈا، بے جان،انگلیاں عجیب،غیر فطری طریقے سے مرا ہے۔

یہ غیر فطری طریقہ کیا ہوتا ہے؟

میرا مطلب ہے۔۔کہ اپنی طبی موت نہیں مرا۔۔۔۔۔

بلکہ اسکا قتل ہوا ہے۔

تنویر (حیران،سرگوشی سے) نہیں......نہیں،ایسا نہیں ہوسکتا۔

یہ ساحل سمندر ہے۔لوگ یہاں تفریح کے لئے آتے ہیں۔

ہوسکتا ہے! یہ پانی میں نہار رہا ہوا اور اسے تیرنا نہیں آرہا تھا،اور پانی میں ڈوب گیا۔

شاباش! محبوبہ کے عاشق۔

کونسی محبوبہ عمران؟

اپنی محبوبہ کے عاشق پگلے کہی کے۔۔

فیاض! کھدائی جاری رکھتا ہے، اور جلد ہی، ایک آدمی کا پورا جسم برآمد ہو جاتا ہے، جس کا چہرہ ریت میں پڑا ہوتا ہے۔ جسم پیلا ہے، آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، لیکن بے جان تاثرات سے چمکدار اور سوالی آنکھیں ہیں۔

عمران (خوف زدہ، خود سے بڑبڑاتے ہوئے)

کیا...... یہاں کیا ہوا؟ مجھے تو خوف آ رہا ہے۔

اسے پیچھے سے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے بی تنویر واپس لوٹتا ہے، اب اس منظر کو الجھن سے دیکھ رہا ہے۔

عمران تنویر سے (آواز) کیا قریب کچھ ملا؟

نہیں کوئی سراغ نہیں ملا۔

فیاض؟ کیا ہو رہا ہے؟

فیاض کھڑا ہے، جسم کی طرف اشارہ کرتا ہے، اس کی آواز کانپ رہی ہے۔

یار تمھیں سردی لگ رہی ہے؟

یا ڈر کے مارے کانپ رہے ہو؟

میں نہیں جانتا عمران۔

پھر تمھارا بی پی لو ہے! جا کے ٹھنڈا مینگو مشروب پیو۔ صحت ہزار نعمت ہے۔

سوپر فیاض (حیران)

دیکھو عمران...... یہاں ایک لاش پڑی ہے۔

کسی نے اسے دفن کیا، یا دفن کرنے کی کوشش کی ہے۔

میرے خیال میں ایسے ہی چھوڑا ہے اسے۔

عمران رائے دینے لگا۔

عمران فیاض! کے پاس گھٹنے ٹیک کر مردہ لاش کو دیکھ رہا ہے۔

جدوجہد کے کوئی آثار نہیں ہیں، لیکن جسم ٹھنڈا ہے،

اور کپڑے عجیب طرح سے پھٹے ہوئے ہیں۔ جیسے کوئی پر تشدد واقعہ ہوا ہو۔

عمران نے جائے وقوعہ کا بغور معائنہ کیا۔

لگتا ہے اسے سینے پر گولی ماری گئی ہے۔

یہ زخم صاف نظر آ رہا ہے۔

عمران تنویر سے (اونچی آواز میں)

اس کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

آس پاس کوئی اور نہیں ہے۔ ہم قریبی شہر سے میلوں دور ہیں۔ جس نے بھی یہ کیا......وہ جانتے تھے کہ اسے لاوارث چھوڑ دینگے۔

یا تو پانی میں ڈوب جائے گا۔ یا ماہی گیر اسے لے جا کر دفنا دینگے۔

بات ختم پیسہ ہضم۔

مگر بات ختم نہیں ہوئی بلکہ بدقسمتی سے سیکرٹ ایجنسی کے ہنڈسم جوان پکنک منانے آ گئے۔

فیاض کھڑا ہوتا ہے اور تیزی سے چلنے لگتا ہے، بظاہر مشتعل ہو جاتا ہے۔

اسے نوجوان کی موت کا دکھ ہوتا ہے۔

سوپر فیاض (شدید دکھ) یہ کوئی حادثہ نہیں ہے۔ کسی نے یہ کام جان کے کیا ہے۔

اور وہ قریب میرے گرفت میں ہونگے۔

عمران ایک گہرا سانس لیتا ہے، اور اردگرد کا جائزہ لیتا ہے۔

ساحل کا سکون اب خوفناک سا لگتا ہے، جیسے سمندر انہیں دیکھ رہا ہو۔

یار ہم تفریح کے لئے آئے تھے۔

اور ہمیں ملی یہاں لاش۔۔۔حد ہے ویسے۔

عمران تنویر (فیصلہ کن)

ہمیں حکام کو بلانے کی ضرورت ہے۔

تا کہ وہ لاش کو سرد خانے لے جائے۔

سوپر فیاض (سر ہلاتے ہوئے)

ہاں ایسا کرنا بہتر رہے گا۔

عمران تنویر سے (متعلقہ)

کیا کہہ رہے ہو؟ ہم اسے یہاں نہیں چھوڑ سکتے ،فوراا یمر جنسی پے کال ملاو۔۔

سوپر فیاض (جسم کے قریب جھکنا، اس کا زیادہ قریب سے معائنہ کرنا)

میں اس کا پتہ لگا لوں گا۔

صفدر (سر ہلاتے ہوئے)

ٹھیک ہے لیکن ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

جس نے بھی یہ کیا ہے وہ شاید اب بھی آس پاس ہو۔

میں دیکھ لونگا فکر مت کرو۔ چلو واپس چلتے ہیں۔

سوپر فیاض (جسم کا معائنہ کرتے ہوئے خود سے بڑبڑاتے ہوئے)

سمندر جتنا دکھاتا ہے اس سے زیادہ چھپاتا ہے...

دیکھا میں نے پہلے ہی خبردار کیا تھا۔

اچھا چلو میرے ماڈرن بزرگ۔۔

فیاض! سر لاش کو ہم پوسٹ مارٹم کے لئے جاتے ہیں۔

ایمبولینس وقت پے پہنچ جاتی ہے۔

بہتر یہی ہے جناب لے جایئے۔

ہلچل سی مچی ہوتی ہے سیکرٹ سروس کے دفتر میں تو آج۔

ایجنٹ ادھر ادھر بکھرے ہوئے ہوتے ہیں،

کمپیوٹر پر ٹائپ کر رہے ہیں،

خفیہ دستاویزات پر بحث کر رہے ہیں۔

دروازہ کھلتا ہے، اور سوپر فیاض سپرنٹنڈنٹ آف سراغ رسانی ڈیپارٹمنٹ آف پاکشیا، ایک لمبا، بھاری بھرکم، خوش لباس آدمی، جو کہ کافی خوش نظر آ رہے ہے، ہاتھ میں دعوتی کارڈ پکڑے اندر داخل ہوا۔

کیپٹن فیاض: (مسکراتے ہوئے) صبح بخیر، سب ٹھیک ٹھاک ہو نہ! مجھے ایک اہم اعلان کرنا ہے۔

دفتر میں موجود ایجنٹ اوپر دیکھتے ہیں، متجسس ہوتے ہیں۔

عمران،صفدراورتنویر،سب بات چیت کے بیچ میں رک گئے،اورفیاض کی طرف متوجہ ہوئے۔

عمران:(چھیڑتے ہوئے) کیابات ہےفیاض؟

کیاآپ نے لاٹری جیت لی، یا کیا آپ ایجنسی کے سربراہ کواپنی ترقی کا اعلان کرنے جارہے ہیں؟

کیاآپ نےقلعہ فتح کیا ہے؟

فیاض:(مسکراتے ہوئے) بالکل نہیں۔

لیکن میرے پاس کچھ ایسی خبر ہے جوآپ سب کو پرجوش کردے گا۔

وہ ڈرامائی انداز میں دعوتی کارڈ کو ہوامیں لہراتا ہے۔

لگتاہےسوپرفیاض! دوسری شادی کرنے والا ہے۔دوستوں!

بکومت! ایسانہیں ہے۔

توپھرکونسی خبرسنانے جارہے ہو؟ بیوی کےشوہر۔

کس کی بیوی؟ کس کاشوہر؟

لاحول ولاقوۃ۔۔

ارےکیپٹن فیاض! تمھاری بیوی۔

تم اپنی بیوی کےشوہرہونہ۔

فیاض:توبہ ہے! بات دراصل یہ ہے کہ میری بیوی کی بہن کی شادی اس ہفتے کے آخر میں ہونے والی ہے۔ آپ سب مدعو ہیں!

تنویر:(طنزیہ) آپ کی بیوی کی بہن؟ توآپ کی سالی۔

مجھےیقین ہے کہ وہ اپنی شادی میں پوراسی۔بی۔آئی دفتر دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔

کیامطلب ہوراسی۔بی۔آئی دفتر؟

فیاض گھورتے ہوئے۔

عمران:(بڑے مسکراتے ہوئے) تنویر کا مطلب ہے! یعنی ہم سب دفتر والے۔اب سمجھ گئے بیوی کےشوہر؟

یہ ٹھیک ہے! فیاض،ایک بات بتاوکیاہمیں ٹکسڈو پہننا پڑے گا،

یا ہم اپنے معمول کے انڈرکورلباس میں ہی دکھائی دے؟

فیاض:(ہنستے ہوئے) بس آرام دہ لباس پہنو۔

یہ خاندانی معاملہ ہے،اس سے زیادہ دورجانے کی ضرورت نہیں۔

عمران: آرام سے؟ فیاض، آخری بار جب آپ نے آرام دہ کہا تھا تو آپ میری پارٹی میں تھری پیس سوٹ میں آئے تھے!

فیاض: (ہنستے ہوئے) میں چیزوں کو نفاست سے رکھنا پسند کرتا ہوں۔

تنویر: (طنزیہ انداز میں) تو عمران، آپ اپنا بہترین مستی لباس پہنیں گے، ٹھیک ہے؟

عمران: (مسکراتے ہوئے) شاید میں مستی سے بنا سوٹ پہنوں۔ کیا یہ کام کرنا کرے گا؟

میرے خیال میں چچا کی شادی کی شیروانی ٹھیک رہے گی۔

کیوں چچا؟

اڈھیر عمر آدمی، عمر 65 سال کے قریب مگر نہایت ہی محنتی اور چست چچا۔

جن کو علی عمران! کہی سے لائے تھے،

اور انکی سفارش پر سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ فیاض! نے دفتر میں کیچن کے کام کے لئے رکھ دیا تھا۔

اور باقاعدہ اپوائنٹ لیٹر ایشو کیا گیا تاکہ چچا کو پینشن کی کوئی پریشانی نہ ہو۔

صاحب لوگ! آپ سب گرم گرم چائے پی لیں۔

بحث بعد میں کریں۔

جی شکریہ کریمو چچا!

سب ہنستے ہیں لیکن عمران! اچانک زیادہ سنجیدہ ہو جاتا ہے۔

صفدر: (شرارتی انداز میں) آپ جانتے ہیں فیاض؟ یہ ایک زبردست شادی ہو گی۔

لیکن آیئے ایماندار بنیں، اصل سوال یہ ہے کہ: کون شادی کر رہا ہے؟

یہ کوئی بڑا خاندانی معاملہ ہے یا کوئی چھوٹی سی خفیہ بات؟

اور کس سے شادی ہو رہی ہے؟

فیاض: (کندھے اچکاتے ہوئے، مسکراتے ہوئے) یہ میری بیوی کی بہن کی شادی ہے تو یہ اصل میں نجی تقریب ہو گی۔

اصل میں میرا خاندان ہیں۔ بڑا خاندان، چھوٹا معاملہ۔

جب آپ آئیں گے تو آپ کو پتہ چل جائے گا۔

عمران: (اپنی کرسی پر پیچھے جھکتے ہوئے، آنکھیں چمکتی ہوئی) آہ! تو، آپ ہمیں پوری تفصیلات نہیں بتائیں گے؟

ٹھیک ہے، میں صرف دکھاؤں گا اور اپنی توجہ سے دلہن کی توجہ چراؤں گا۔

ویسے چھوٹے معاملہ سے کیا مراد ہے؟

چھوٹے معاملہ سے مراد یہ ہے کہ سیدھی سادھی شادی ہے۔مختصر سا فنکشن ہے۔اور بس!

تنویر:(ہنستے ہوئے)ہاں،ٹھیک ہے،عمران! آپ دلہن کی توجہ چرانے جا رہے ہیں...ا

ور پھر شاید کسی چشمے یا سوئمنگ پول یا کسی اور چیز میں گر جائیں گے۔

فیاض:(ہستے ہوئے)ٹھیک ہے،کافی لطیفے سن لئے ہیں۔ دعوت نامہ میز پر ہے۔ اسے مت چھوڑیں!

جلدی جلدی چائے نوش فرمائیں۔

ورنہ کریمو چچا پھر لنچ نہیں بنائیں گے آج۔

کام تو آج ویسے بھی نہیں ہے۔چلو باہر چلتے ہیں۔

عمران،صفدر،اور تنویر ایک ساتھ دفتر سے باہر نکلے،سب اب بھی پہلے کی چھیڑ چھاڑ کے بارے میں ہنس رہے ہیں۔

وہ گلی کے قریب ایک جوس سٹینڈ کے پاس رکتے ہیں،

اور فیصلہ کرتے ہیں کہ گرمی کے دن کے لیے کچھ نہ کچھ تو تر و تازہ ملے گا۔

ارے بھائی تازہ پھل ہیں۔تو جوس بنا کے دو۔

صفدر:(جوس کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے)میں شادی کے لیے پر جوش ہوں۔

کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہاں رقص ہو گا؟

مستی ہو گی۔مزے مزے کے کھانے ہونگے؟

یا کیا ہم خفیہ ایجنٹوں کی طرح وہاں کھڑے ہونے جا رہے ہیں؟

تنویر:(طنزیہ انداز میں)ہماری طرف دیکھو۔ ہم *خفیہ ایجنٹ* ہیں!

یقیناً،ہم آس پاس کھڑے ہوں گے اور مشکوک نظر آئیں گے۔

جب ہم عروسی لباس میں جائے گے۔مجھے تو اپنا آپ عروسی لباس میں خفیہ ایجنٹ سا لگتا ہے۔

لیکن شاید ہم رقص کے دوران چند چالوں میں چپکے سے جا سکتے ہیں۔

بس حیلے بہانوں سے نکل جائے گے۔

عمران:(چھیڑتے ہوئے)مت بھولو دوستو،میں یہاں کا بہترین ڈانسر ہوں۔

موسیقی شروع ہونے پر آپ دونوں صرف اپنے آپ کو شرمندہ کرنے جا رہے ہیں۔

میں تو شادی میں رقص کرونگا۔

احمقوں کیطرح ہنستے ہوئے۔

صفدر: (ہنستے ہوئے) عمران، پچھلی بار جب آپ نے میرے دوست کی شادی میں ڈانس کیا تھا،
مجھے لگا کہ آپ کو میڈیکل ایمرجنسی پیش آئی ہے۔
میں نا ناچنے کے اصول پر قائم رہوں گا۔
زور سے قہقہہ لگاتے ہوئے۔
تنویر: (مسکراتے ہوئے) ہاں، اور میں عمران کے ڈانس کی ویڈیو ضرور بناوں گا۔
اور وہ ویڈیو سیدھا آفس واٹس ایپ گروپ میں بھیجوں گا۔
عمران: (چند کھاتے ہوئے) تم دونوں بہت ظالم ہو۔ تنویر مجھے زیادہ بلیک میل کروں گے؟
تو تو دیکھ لوں گا۔
کیا دیکھ لو گے؟ تنویر پوچھنے لگا۔
یار دوسرا کلب۔۔۔ وہاں ناچ لوں گا۔
لیکن ٹھیک ہے، آیئے توجہ مرکوز کریں۔
فیاض نے یہ نہیں بتایا کہ شادی کب ہے۔
کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ ہم سے کچھ چھپا رہا ہے؟
تنویر: (کندھے اچکا کر) کون جانتا ہے؟
یہ شاید ان واقعات میں سے ایک ہے جہاں دولہا کا کنبہ تھوڑا... پراسرار ہے۔ دولہے کا اتا پتا کوئی نہیں۔ کارڈ پے صرف نام ہی لکھا ہے۔
عمران: (ایک مکارانہ مسکراہٹ کے ساتھ) ارے پیارے کارڈ پے صرف نام ہی لکھتے ہیں۔
پورے بندے کو عروسی لباس پہنا کے چپکاتے نہیں۔ کہ آو دیکھو یہ شادی کا دلہا ہے۔
یا شاید وہ نہیں چاہتا کہ ہم زیادہ جانیں۔
یہ ہمیں کنارے پر رکھنے کا اس کا طریقہ ہے۔
اور ویسے بھی کیپٹن فیاض کی فیملی ہے۔
صفدر: (موضوع بدلتے ہوئے) یہ باتیں بعد میں بھی ہوسکتی ہے۔
پہلے ہمیں شادی کے کچھ کپڑے لینے چاہئیں۔
کیا ہمیں اب بازار جانا چاہیئے؟
نہیں ہمیں بازار نہیں بلکہ ساحل سمندر پے شارک پکڑنے جانا چاہیئے۔ عمران شوخی سے بولا۔

تینوں کپڑوں، کپڑوں اور لوازمات سے بھرے رنگ برنگے اسٹالوں پر ٹہلتے ہوئے بازار پہنچتے ہیں۔

وہ شادی کے لباس میں مشہوری رکھنے والے کپڑے کی دکان سے رجوع کرتے ہیں۔

تنویر: (ریکس کی طرف دیکھتے ہوئے) تو دوستوں، گیم پلان کیا ہے؟

ہم صرف ریک سے کچھ چنتے ہیں، یا کیا ہمیں کوئی زبردست فینسی سوٹ تلاش کرنے کی ضرورت ہے؟

صفدر! مجھے لگ رہا ہے کہ کوئی خاتون ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔

عمران: ہاں میں جانتا ہوں تنویر! خاموش رہو۔

ورنہ وہ خبردار ہوجائے گی۔

(ایک روشن، آرائشی سوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ میرے لیے بہترین ہے! بولڈ، پراعتماد، بالکل میرے ڈانس کی طرح۔

صفدر: (ہنستے ہوئے) عمران، یہ شادی کا سوٹ نہیں، یہ سرکس کا لباس ہے!

تنویر: (مسکراتے ہوئے) آیئے حقیقی انسان بنیں، کیا پتہ ہم پر بھی کوئی عاشق ہوجائے۔

یہ یقینی طور پر دلہن کی سہیلیوں کی توجہ کرے گا۔

اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو کوئی نہیں بھولے گا۔ کیونکہ لڑکیاں گدھوں پر عاشق نہیں ہوتی!

کیوں مجھ میں کیا خرابی ہے؟ حسین ہوں۔

جوان ہوں۔ 6 فٹ قد، چوڑھا سینہ۔

پاکشیا کے سیکرٹ ایجنسی! میں آفیسر ہوں۔

عمران: (پیشن گوئی کرتے ہوئے) ارے! میرے پاس نئے طریقے ہیں۔

ویسے بھی خواتین کا ذائقہ الگ ہوتا ہے۔

وہ چیکو مردوں سے بھاگتی ہے۔ سمجھا کرو۔

وہ سب ہنستے ہیں اور مختلف کپڑوں کو پسند کرتے رہتے ہیں۔

بالآخر، وہ کچھ صاف ستھرے اور سجیلے لیکن سادہ سوٹ چنتے ہیں۔

عظیم الشان شادی ہال جوش وخروش! سے گونج رہا ہے۔

خوبصورت فانوس چھت سے لٹک رہے ہیں،

ہال پر ہلکی ہلکی روشنی ڈال رہے ہیں۔

مہمان آپس میں مل رہے ہیں، مشروبات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں،

اور کھانے کے شاندار انتظام کا خوشی سے جائزہ لے رہے تھے۔

پس منظر میں موسیقی آہستہ سے بج رہی ہے۔ عمران اور تنویر، اور صفدر! شادی کے لباس میں ملبوس، ہال میں داخل ہوتے ہیں،

ان کی آنکھیں رواں منظر کو قید کرتی ہیں۔

واہ کیا ہلچل ہے۔ خوب!

عمران: (اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، متاثر ہوکر) اب اس کو میں شادی کہتا ہوں۔

یہ جگہ بہت بڑی ہے! کیا شاندار انتظام کیا ہے۔

مجھے نہیں لگتا تھا کہ کیپٹن فیاض! کا سسرا اتنے روپے خرچ کرے گا۔

تنویر (مسکراتے ہوئے) ہاں، فیاض اپنی بہن کی شادی اچھے شادی ہال میں کر رہا ہے۔

یہ پورے کا پورا کھانا تو پورا دفتر ایک ہفتے تک کھا سکتا ہے!

کیا دلہا آ گیا؟ تنویر پوچھنے لگا۔

نہیں ابھی نہیں آیا۔

بلکہ دلہا تو گھوڑے پے آئے گا۔ صفدر بولا۔

عمران – میرے خیال میں گھوڑا شریر جانور ہوتا ہے۔ جبکہ بیل اور گدھا واہیات جانور ہیں۔

خچر کی رائے بہتر۔

یعنی آپکا مطلب ہے کہ دلہا خچر پے آئے گا؟

عمران – یہ میں نے کب کہا؟ بس اپنی رائے دی ہے۔

خوب سوجھی میرے دوست۔

میں تمھاری شادی میں خچر ضرور لاؤں گا۔

صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

عمران – مشروب پی پی کر میں تھک گیا ہوں۔

لگتا ہے یہاں ناچ ممنوع ہے۔

صفدر۔یہ کس نے کہا کہ شادی میں ناچ ممنوع ہے پگلے؟

عمران۔پہلی بات تو یہ کہ پگلا ہوگا تو خود تیرا دوست۔۔

صفدر۔ہاں تو ٹھیک ہے نہ پگلے۔

پگلا ہوگا میرا دوست۔اور تو میرا دوست ہے۔

عمران۔اے ہے۔۔پگلے دوست اگر کہی کوئی عورت ناچے تو ستم ہی جائے۔

میں تو ناچنے کے موڈ میں ہوں۔

اب کوئی نہیں ناچ رہا تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟

عمران۔میرے پاس حل ہے۔۔۔حل ہے۔۔اسکی تدبیریوں کرتے ہیں کہ کسی ریچھ، بندر نچانے والے کو بلاتے ہیں۔

روپے بھی کم لگے گے۔

اور تفریح بھی مفت میں ہو جائے گی۔

تین بندر کافی ہونگے ناچنے کے لئے۔

عمران احمقوں کیطرح بولنے لگا۔

اجی حضرت! تین بندر نہیں بلکہ چار بندر کافی ہونگے۔کیونکہ چار مبارک نمبر ہے۔

عمران۔اہوہو بھئی واللہ کیا سوجھی ہے۔

ارے آپ لوگ آ گئے۔۔فیاض! خوشی سے گلے ملتے ہوئے۔

عمران۔(مسکرا کر) شادی مبارک ہو۔

عمران نے سر پر پگڑی رکھی اور ایک لڑکے سے پوچھا، آئینہ تو یہاں نہ ہوگا تمھارے پاس۔

نہیں آئینہ تو نہیں ہے۔

باہر جا کر پانی میں منھ دیکھ لیجئے۔

چپ ناہنجار۔۔۔نوکر نہ ہوئے تو۔۔۔

صفدر۔آج تمھارا رشتہ ہوگا۔

زہے نصیب، چشم ماہ روشن دل ناشاد۔۔۔عمران بولا۔

وہ ہنستے ہیں اور بھیڑ میں سے گزرتے ہیں۔

جیسے ہی وہ ایک کونے کے قریب پہنچے جہاں مشروبات پیش کیے جا رہے تھے،

انہیں اچانک اوپر سے ایک زوردار ٹکر سنائی دیتی ہے،
جس کے بعد چیخ کی آواز آتی ہے۔
عمران: (مڑتے ہوئے، گھبرا کر) کیا بی؟
یہ چیخ کیسی؟
ہال میں موجود ہر شخص اوپر کی بالکونی کی طرف دیکھ کر بات کرنا چھوڑ دیتا ہے۔
ایک خوبصورت نوجوان عورت، جس کی عمر تقریباً 25 سال کے قریب ہوتی ہے،
اوپری منزل سے گرتی ہے،
ایک وحشت بھرے آواز کے ساتھ نیچے کے فرش سے ٹکرا جاتی ہے۔
ہجوم میں صدمے کی لہر دوڑ گئی۔
سب اس لڑکی کے اردگرد کھڑے ہو جاتے ہیں۔
تنویر: (بڑی آنکھوں والی) اے میرے خدا! کیا ایسا ہی ہوا؟
یہ کیسے گر گئی اوپر سے؟
عمران، فطری طور پر، آگے بڑھتا ہے۔
عورت فرش پر بے حرکت پڑی ہے، اس کا خوبصورت لباس بے ترتیبی میں ہے۔
مہمان بڑبڑانے لگتے ہیں، کچھ مدد کے لیے چیختے ہیں۔
عمران خاتون کے پاس گھٹنے ٹیکتا ہے۔
اسکا نبض چیک کرتا ہے۔

زندہ ہے یہ۔
میں ہسپتال فون کرتا ہوں۔ صفدر کال ملاتا ہے۔
عمران: (جلدی سے صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے) ہمیں ایمبولینس کی ضرورت ہے بی ابھی!
وہ عورت کو احتیاط سے اٹھاتا ہے، اس کے بازو اس کے سر اور گردن کو سہارا دیتے ہیں۔
تنویر دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے اس کا پیچھا کرتا ہے۔
عمران: (قریبی مہمان کو پکارتے ہوئے) 911 پر کال کریں! انہیں بتائیں کہ ہمارے پاس ایمرجنسی ہے! فوراً اہلکار بھیجیں۔
شادی ہال افراتفری کا شکار ہے، لوگ خوف کے عالم میں کھڑے ہیں۔

عمران اور تنویر، ابھی بھی اپنی شادی کے عروسی لباس میں، جلدی سے ہجوم میں سے اور ہال سے باہر نکل گئے۔

عمران ابھی ایمبولینس نہیں آئی۔

ذرا اس خاتون سامنے آرام سے لٹاو۔۔

سر کے نیچے کپڑا رکھو۔خون بہہ رہا ہے۔

مجھے لگتا ہے میں اس لڑکی کو کہی دیکھ چکا ہوں،

مگر کہاں؟ کہاں۔۔۔

صفدر زور سے بولا یاد آیا۔۔

اس دن ساحل سمندر پر جو تین لڑکیاں تمھارے ساتھ کھڑی تھی۔ان میں ایک یہ بھی تو تھی۔

ہاں یاد آیا۔۔۔ایک مس زرینہ تھی۔۔دوسری مس رقیہ۔۔البتہ یہ کافی خاموش تھی۔

اس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا۔

ذرا اس کا بٹوہ چیک کرو۔

تنویر! بٹوے سے ایک کارڈ نکالتا ہے۔

اس پے تمنا نیازی نام لکھا ہوتا ہے۔

اچھا تو اس کا نام تمنا ہے۔

عمران! اس کی قریب سے ایک فوٹو لیتا ہے۔

فیاض! کیا تم اس لڑکی کو جانتے ہو؟

ہاں یہ دلہن! کی سہیلیوں کیساتھ آئی تھی۔

عمران! وہاں موجود لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے لگتا ہے۔

ایمبولینس وقت پے پہنچ جاتی ہے۔

اور اس زخمی لڑکی کو ہسپتال لے جاتی ہے۔

عمران! فون ملاتے ہوئے۔۔

ہیلو! جوزف۔۔۔میں ہوں علی عمران ایم۔ایس۔سی، پی۔ایچ۔ڈی۔لندن۔

جوزف–یس باس حکم کریں۔

جوزف! یہ چند تصاویر بھیج رہا ہوں۔

اس کی کنڈلی نکال کے مجھے انفارم کرو فورا۔

سمجھ گیا باس! ابھی اسکی سات جنموں کی کنڈلی نکال کے بھیجتا ہوں۔ جوزف کال کاٹ دیتا ہے۔

عمران! آدھا گھنٹہ اپنے پرانی گاڑی میں بیٹھ کے سڑکوں پے ڈرائیو کرتا رہا۔

اچانک عمران ایک جگہ گاڑی کھڑی کرتا ہے۔

اور وہاں موجود ایک آدمی سے پوچھتا ہے۔

بھائی صاحب! یہ سامنے کی دوکان کھلی ہوگی؟

کونسی دوکان محترم؟

یہ تو کوول مارٹ ہے۔۔ کوول مارٹ۔

ارے بھائی! کوول مارٹ ہو، یا ہاٹ مارٹ ہو۔

ہمیں تو دوکان سے جوس خریدنا ہے۔

جی جی کھلی ہے جایئے۔

عمران کوول مارٹ سے، جوس کے ڈبے اور پانی کی بوتل خریدتا ہے۔

ارے۔۔۔ برخوردار یہ آپ ہے؟

علی عمران! محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے بیٹے۔

اچھا تو یہ ہے عمران۔۔۔ انکے ساتھ کھڑی ایک باوقار خاتون بولی۔

کیسے ہو عمران بیٹے؟

جی ٹھیک ہوں۔۔۔

آپ نواب امانت علی خان! ڈائریکٹر جنرل انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ ہے۔

ایکسکیوزمی بیگم!

کیا کر رہے ہو برخوردار؟

کچھ نہیں بس جوس کی بوتلیں خرید رہا تھا۔ پیاس لگی تھی۔

کیوں جلدی میں ہو کیا؟

جی انکل! مشتری بائی کے پاس جارہا تھا۔

کیا کہا؟ مشتری بائی۔۔۔

وہ ریڈ لائٹ ایریہ کی رنڈی؟

جی ہاں۔۔۔جی ہاں۔۔

آخر تم کیوں رحمان صاحب! کی عزت خراب کررہے ہو؟ وہ کتنے شریف آدمی ہے۔

توبہ توبہ رحمان صاحب! کا بیٹا اب رنڈیوں کے پاس جا، رہا ہے۔

چی چی چی۔۔۔۔یہ دن بھی دیکھنے تھے۔

کیوں انکل! پرانے زمانے میں تو نواب اور خاندانی لوگ بھی رنڈیوں کے پاس جاتے تھے۔

اور پھر آپ تو خود نواب ہے۔

کیا پتہ۔۔۔۔۔

لاحول ولاقوۃ۔۔۔

کیا ہوا نواب صاحب۔۔سامنے سے خاتون آتی ہوئی۔

چلو بیگم! یہ لڑکا رحمان صاحب کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔

توبہ توبہ کیا زمانہ آ گیا ہے۔

اب شریفوں کے بچے مشتری بائی! کے پاس جائے گے۔

یہ مشتری بائی کون ہے؟ نواب صاحب!

یہ ایک نامی گرامی رنڈی ہے۔

اسکا کھوٹھا کافی مشہور ہے۔

بس کیا بتاوں رحمان صاحب! کی اولاد کو بدنام ہوتے دیکھ رہا ہوں۔

ہائے افسوس۔۔ہائے افسوس۔

عمران! اپنی پرانی گاڑی میں بیٹھ کے جا چکا تھا۔

ایک کچی بستی میں داخل ہوتا ہے۔

جہاں آس پاس کچے گھر تھے۔اور زیادہ تر جھونپڑی نما گھر تھے۔

عمران! وہاں ایک آدمی کو تصویر دیکھاتا ہے۔

وہ اسے کہتا ہے۔ یہ تو شامو ہے۔

ویسے اس کا نام شام! ہے مگر بستی والے اسے شامو پکارتے ہیں۔

سارا دن جھگڑے، فساد، جوا، شراب یہی لت تھے اس ناکارہ کے۔

مگر تصویر میں یہ لیٹا ہوا کیوں ہے؟ صاحب!

کیوں کہ یہ مر چکا ہے۔

اس کا گھر کہاں ہے۔

دائیں جانب پتلی گلی میں آخری گھر شامو کا ہی ہے۔ عمران اس آدمی کو پانچ سو روپے دیتا ہے۔

جاو عیش کرو۔

عمران! اسکے گھر کی تلاشی لیتا ہے۔ اور کچھ چیزیں اپنی کسٹڈی میں لیتا ہے۔

عمران! واپس گاڑی میں بیٹھتا ہے اور سٹی ہسپتال کیطرف گاڑی دوڑاتا ہے۔

ایمرجنسی روم ڈاکٹروں اور نرسوں سے بھرا ہوا ہے۔ جو تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

سب اپنے سپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ صفدر اور تنویر باہر کھڑے ہیں، بے چینی سے اپڈیٹس کا انتظار کر رہے ہیں۔

تمنا نامی خاتون کو فوری علاج کے لیے لے جایا گیا ہے۔ عمران، تیز رفتاری سے، مایوس دکھائی دے رہا ہے۔ کیا مر گئی؟

کون کیا مس تمنا؟ تنویر بولا

ارے ہاں وہی تمنا، چمنا، سمنا وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمنا ہے کہ آزاد تمنا ہی رہوں

دل مایوس کو مانوس تمنا نہ بنا۔۔۔□

یہ کوئی شعر کہنے کا موقع ہے؟ صفدر بولا۔

موقع ہو یا نہ ہو۔ بس میں نے کہہ دیا۔

نہیں لڑکی مری نہیں اندر ہے آئی۔ سی۔ یو میں۔

عمران: (مایوس ہو کر اپنے آپ سے بڑبڑاتے ہوئے) وہ لڑکی کون تھی؟

وہ اس طرح کیوں گرے گی؟ اوپر کے فلور سے،
یہ کوئی حادثہ نہیں لگتا تھا۔
تنویر: (سر ہلاتے ہوئے) ہاں عجیب بات ہے۔
وہ صرف ادھر ادھر نہیں چل رہی تھی؛ ایسا لگتا تھا کہ اسے *دھکا* دیا گیا تھا۔
عمران: (اپنی پٹریوں میں رک کر) دھکا دیا؟
آپ کو لگتا ہے کہ کسی نے اسے دھکا دیا؟
تنویر: (آواز نیچی کرتے ہوئے، کمرے کو سکین کرتے ہوئے) ہو سکتا ہے۔
آپ نے دیکھا کہ یہ کتنی تیزی سے ہوا۔
وہ ایک لمحے کے لیے اوپر تھی، پھر... کچھ نہیں۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ پھسل گئی یا پھسل گئی۔
ظاہر ہے کسی نے گرایا ہے اسے۔
ہسپتال کے دروازے کھلتے ہیں،
اور ایک نرس کلپ بورڈ پکڑے باہر نکلتی ہے۔
نرس: (عمران اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے) کیا

آپ لوگ! یہاں اس نوجوان عورت کے ساتھ ہو جسے شادی ہال سے اندر لایا گیا تھا؟
عمران: (آگے بڑھتے ہوئے) ہاں۔ وہ کیسی ہے؟
کیا وہ ٹھیک ہونے والی ہے؟
نرس: وہ ابھی ٹھیک ہے، لیکن ہمیں مزید ٹیسٹ کرنے کی ضرورت ہے۔
اس کے سر پر شدید چوٹ آئی ہے،
لیکن اس وقت جان کو خطرہ نہیں ہے۔
تم اس کے دوست ہو، ٹھیک ہے؟
عمران: (تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے، پھر نرس کی طرف دیکھتے ہوئے) نہیں، بس... ہم نے اسے گرنے کے بعد پایا۔
وہ کون ہے؟ کیا تم اس کا نام جانتی ہو؟
نرس: (کندھے اچکا کر) معذرت، میں آپ کو وہ معلومات نہیں دے سکتی۔

جو میں نہیں جانتی۔ ایک بار جب وہ اپنے ٹیسٹ مکمل کر لیں،

تو آپ کو حاضری دینے والے معالج سے بات کرنی ہوگی۔

لیکن میں آپ کو ایک بات بتاؤں گی۔

وہ یہاں کے آس پاس سے نہیں لگتی ہے۔

وہ بغیر کسی شناخت کے اندر آئی تھی۔

اور مجھے تو پاکشیا! کی بھی نہیں لگتی۔

دوسری اہم بات بہت افسوسناک ہے۔

مجھے افسوس! سے کہنا پڑ رہا ہے کہ وہ کوما میں چلی گئی ہے۔

لہزا آپ لوگ اس سے تفتیش! بھی نہیں کر سکتے۔

عمران! کا لہجہ سخت، اس کے شکوک بڑھتے جا رہے ہیں۔

عمران: (حیرت سے) یہ عجیب بات ہے۔ آئی ڈی نہیں؟ کون کیا کرتا ہے؟

کوئی معلومات نہیں۔

کوئی رشتہ دار نہیں۔

لگتا ہے مس تمنا! کو نا تمنا بنا کے دفن کرنا پڑے گا۔

ٹھیک سسٹر! جیسے ہی تمنا میڈیم کو ھوش آ جائے آپ ہمیں مطلع کر دے۔

جی ضرور!

شادی ہال میں صفدر! پیچھے رہ گیا تھا۔

وہ چند مہمانوں اور ایک سیکورٹی گارڈ کے ساتھ بات کر رہا ہے،

حادثے سے پہلے کیا ہوا اس کے بارے میں کوئی تفصیلات جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یانہیں سب مہمانوں کی لسٹ مجھے چاہئے۔

پس منظر میں موسیقی جاری ہے،

لیکن ماحول کشیدہ ہے۔ مہمان اب بھی موجود تھے۔

صفدر: (سکیورٹی گارڈ سے مخاطب ہوتے ہوئے اس سے سوال کرتے ہوئے) آپ نے کہا لڑکی گرنے سے پہلے بالکونی میں تھی؟

کیا آپ نے اس کے قریب کسی کو دیکھا؟

جیسے کوئی مشکوک کام کر رہا ہو؟

سیکیورٹی گارڈ: (گھبرا کر) میں نے کچھ نہیں دیکھا۔
میں ابھی ہجوم کو دیکھ رہا تھا، جب میں نے چیخ کی آواز سنی۔
میں نے اوپر دیکھا، اور... ٹھیک ہے، جب وہ گر گئی تھی۔
میں نے اس کے قریب کسی کو نہیں دیکھا۔
لیکن وہاں ایک آدمی تھا، اس سے پہلے، اس کے گرنے سے دس منٹ پہلے۔
وہ بے چین لگ رہا تھا، جیسے وہ کسی چیز کا
انتظار کر رہا ہو۔
صفدر: (دلچسپی) کیا آپ نے اسے پہچانا؟
وہ کیسا لگتا تھا؟
سیکیورٹی گارڈ: (سر کھجاتے ہوئے) وہ لمبا تھا، اچھے کپڑے پہنے تھے... ایک سیاہ سوٹ۔
مجھے لگتا ہے کہ وہ اس سے پہلے بات کر رہا تھا - سب کچھ نہیں سن سکتا تھا، لیکن وہ کسی قسم کی گرما گرم گفتگو میں تھے اور غصے میں لگ رہے تھے۔
صفدر: (آنکھیں مرکوز کرتے ہوئے) کیا آپ کے پاس بالکونی ایریا کی کوئی فوٹیج ہے؟
کیمروں کو کچھ نہ کچھ تو پکڑنا چاہیے تھا۔
کمرے میں سب ہوگا۔ کون گیا۔ کون آیا۔
سیکیورٹی گارڈ: (جلدی سر ہلاتے ہوئے) میں آپ کے لیے فوٹیج لے آؤں گا۔
مجھے ٹیک ٹیم سے چیک کرنے دیں۔
صفدر چلا گیا، اس کا دماغ امکانات کے ساتھ دوڑ رہا تھا۔
مجھے تو یہ لڑکی پہلے دن سے ہی بری لگی تھی۔ عجیب سی نحوست چھائی ہے اسکے چہرے پے۔
جب وہ ہال سے گزرتا ہے،
تو اس نے دیکھا کہ چند مہمان سرگوشی کر رہے ہیں اور گھبرا رہے ہیں۔
وہ توقف کرتا ہے، محسوس ہوتا ہے کہ معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہے۔
ایک مہمان، ایک سرخ لباس میں ملبوس عورت، دور سے دیکھنے سے دیکھ رہی تھی۔
عمران اور تنویر! ایمرجنسی کے باہر انتظار گاہ میں بیٹھے ہیں۔۔

عمران! آگے کی طرف جھک گیا، کیا خبر ہے صفدر؟

کچھ خاص نہیں۔ ابھی لڑکی اندر ہے۔

عمران: (آہیں) یہ عجیب سے عجیب تر ہوتا جا رہا ہے۔

کوئی شناخت نہیں، کوئی گواہ نہیں،

اور اب میں سوچنے لگا ہوں، کہ کسی نے اس کی منصوبہ بندی کی ہے۔

اور مجھے بھی اس لڑکی کا گرنا کچھ مشکوک لگتا ہے۔ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگتا۔

تنویر: (ہلاتے ہوئے) کوئی صرف یہ نہیں چاہتا تھا، کہ وہ گرے بلکہ وہ چاہتے تھے، کہ اسے پکڑا جائے۔

لیکن کیوں؟ اور وہ کون ہے؟

دروازے دوبارہ کھلتے ہیں۔

ایک ڈاکٹر نرس! سے مخاطب ہوتے ہوئے باہر نکلا۔

ڈاکٹر: (عمران اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے) وہ اب خطرے سے باہر ہے۔

ڈاکٹر تھوڑا سا پریشان، لیکن وہ ہوش میں نہیں ہے۔

ہم نے ایک اسکین کیا ہے؛ کوئی بڑا اندرونی نقصان نہیں ہے،

لیکن افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مریض اس وقت کومے میں ہے۔

لیکن ہمیں اسے مشاہدے کے لیے رکھنے کی ضرورت ہوگی۔

عمران: (جلدی سے کھڑے ہو کر) کیا ہم اس سے بات کر سکتے ہیں؟

نہیں جناب آپ بات نہیں کر سکتے۔

کیونکہ مس تمنا کب ھوش میں آتی ہے۔

کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اب یہ کیا مصیبت ہے۔

آسمان سے گرے کھجور میں اٹکے۔

ڈاکٹر: (سر ہلا کر) ذرا نرمی سے پیش آئیں۔

اصل میں وہ الجھن میں ہے، اور لگتا ہے کہ اسے معلومات کی تلاش ہے۔ صفدر بولنے لگا۔

عمران اور تنویر نے ایک نظروں کا تبادلہ کیا۔

دونوں دالان سے نیچے ڈاکٹر کا پیچھا کرتے ہیں۔اور کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔
جہاں نوجوان عورت ہسپتال کے بستر پر آرام کر رہی تھی۔
وہ ہوش میں نہیں تھی۔
صفدر: (خود سے بڑبڑاتے ہوئے) نجانے یہ لڑکی کون ہے؟
اب ہمیں اسکی تیمارداری کرنے پڑی گی۔
وہ ایک گہرا سانس لیتا ہے،اور عمران کو کال کرنے کے لیے اپنا فون پکڑاتا ہے۔
اچانک فون! کی بیل بجتی ہے۔
ہیلو! علی عمران ایم۔ایس۔سی، پی۔ایچ۔ڈی، لندن بنفس نفیس بول رہا ہوں۔
جی جی بہتر جناب! دراصل میں سردخانے سے بول رہا ہوں۔
صاحب! نے کہا ہے کہ آپ آکر دستخط کردیے ضروری کاغذات پر۔
تاکہ! ہم اس لاوارث لاش کو دفنا سکے۔
اور اسکی پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی لے لیں۔
اچھا ٹھیک ہے۔ابھی آتا ہوں۔عمران فون کاٹ دیتا ہے۔
کہاں جا رہے ہو عمران؟
فیاض پوچھنے لگا۔
مردہ دفنانے۔۔۔
مردہ ارے بھئی۔۔۔کس کا مردہ۔۔کیسا مردہ۔
ابے گدھے! وہی لاش جو اس دن ہمیں ساحل سمندر پے ملی تھی۔
ایک چھوٹا موٹا چور ہے شامو نام ہے۔
کچی بستی کا رہنے والا تھا۔
لگتا ہے اسے بھی قتل کیا گیا ہے۔
اچھا جلدی آنا۔۔پتہ نہیں اس ہسپتال سے ہماری جان کب چھوٹی گی۔
میری بیگم نے آج بریانی پکائی ہو گی۔
فیاض افسوس سے بولتے ہوئے۔

آ جاوں گا فکر مت کرو۔۔

عمران چابیاں لہراتے ہوئے ، احمقوں کیطرح چلا جاتا ہے۔ فیاض تمھاری پھٹیچر موٹر سائکل پے جا رہا ہوں۔

یہ عمران کبھی نہیں سدھرے گا۔

مگر کیا کروں؟ سارے کیس یہ سلجھاتا ہے۔

اور دنیا میں واہ واہ میری ہوتی ہے۔

آخر رپورٹ تو میں ہی لکھتا ہوں نہ۔

ویسے یار یہ زیادتی ہے عمران ! کیساتھ۔

سارے کیس وہ حل کرتا ہے۔

اور انعام اور ترقی تمھاری ہوتی ہے۔

اس بچارے کا نام ہی نہیں ہوتا۔

صفدر دل سے بولنے لگا۔۔---

عمران اور تنویر ! ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں۔

جب عورت ڈاکٹر کیساتھ اور سرگوشی کرتی ہے۔

نرس: (بمشکل سنائی دینے والی) یہ صرف گرنا نہیں تھا۔ بلکہ اقدام قتل بھی تھا۔

ویسے آپ لوگوں کے لئے اچھی خبر ہے۔

مس تمنا کو ھوش آ گیا ہے۔ مگر۔۔۔۔۔

مگر کیا سسٹر نرس !

مگر یہ کہ مجھے تو یہ اسکا کومے میں رہنا ،

اور بے ھوش رہنا ایک ڈرامہ ہی لگتا ہے۔ کیونکہ کوئی مریض اتنی جلدی کومہ سے باہر نہیں آتا۔

دوسری بات یہ کہ کل ہی ڈریپ اور ڈریسنگ کے بعد

اچھی بھلی ہو گئی تھی۔

پتہ نہیں کیوں ! مجھے لگتا ہے جان بوجھ کے آنکھیں بند کر رکھی تھی۔

ویسے آپ لوگ برا نہ منائیں ، مجھے ایسے نہیں کہنا چاہئے مگر کیا کروں۔۔۔

عمران اور تنویر ! نے فکرمند نظروں کا تبادلہ کیا ،

ان کا مشن ابھی شروع ہو چکا تھا۔

مجھے تو اس دن ہی اس پر شک ہوا تھا۔

اس دن ساحل سمندر پر رقیہ اور زرینہ تو اچھل اچھل کر عمران! کیساتھ سیلفیاں لے رہی تھی۔

مگر اسکا لہجہ نہایت سرد اور چہرہ سپاٹ تھا۔

ہاں واقعی! میں نے بھی یہی محسوس کیا تھا، تنویر جواب دیتے ہوئے۔

چلو صفدر! مریضہ کو دیکھنے جاتے ہیں۔

ہاں چلو۔۔

صفدر! کمرے کا دروازہ کھولتا ہے۔

مگر کمرے میں کوئی نہیں ہوتا۔

بیڈ خالی پڑا ہوتا ہے۔

اور کمرے کی کھڑکی کھولی ہوئی ہوتی ہے۔

ارے وہ یہاں سے کیسے جا سکتی ہے؟

لگتا ہے فرار ہو گئی ہے۔

ہزار بار کہا ہے،

کہ گپ شپ میں سیکرٹ سروس،

کا نام مت لیا کرو تنویر!

مگر تم سنتے کہا ہو۔

دیکھو! اس نے ہماری بات چیت سنی ہوگی، اور بھاگ گئی۔

کوئی بات نہیں مس تمنا!

میں تو تمھیں زمین کے اندر سے بھی نکال لونگا۔

تم آخر چیز کیا ہوں۔

عمران اپنی موجودگی میں شامو کو دفنا تا ہے۔

اور ضروری کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد جیسے ہی وہاں سے نکلنے لگتا ہے۔

اس کا موبائل فون بجنے لگتا ہے۔

ہیلو! علی عمران از سپیکنگ ۔۔۔جی فرمایئے۔

جوزف! باس میں ہوں آپکا خادم۔

ہاں بتاو جوزف کیا خبر ہے؟

باس جس لڑکی کی آپ نے تصویر بھیجی تھی۔

وہ پاکشیا کی نہیں ہے۔

بلکہ ہم نے پورا ملک چپہ چپہ ڈھونڈا مگر نہ اس کا

نہ خاندان، دوستوں، پڑوسیوں کا اتا پتا ملا۔

جب ہم نے ہم نے اپنا سسٹم دیکھا۔

تو پتہ چلا کہ یہ لڑکی پاکشیائی نہیں،

بلکہ پڑوسی ملک کافرستان کی ہے۔

اسکا وہاں ادھار کارڈ یعنی شناختی کارڈ بھی ہے۔

اس کا اصلی نام۔۔تمنا بھاٹیا ہے۔

جو کہ غالبا پڑوسی ملک کی سیکرٹ ایجنسی کے ایک کارندے کی بیٹی ہے۔

اسکے متعلق معلومات ملی ہے۔

کہ اس نے پاکشیا میں ایک ویران علاقے میں اپنا اڈا بنایا ہے۔

اور وہی اسکا سارا کام چلتا ہے۔

وہاں سے یہ قتل وغارت، جلسے جلسوں میں ٹارگٹ کلنگ، اہم شخصیات کو اغوا کرنا اور پاکشیا کی جاسوسی کرنا ہے۔

اس تنظیم کی رہنما ہے یہ لڑکی۔

اور اس تنظیم کا نام اگنی بلیک ہے۔

اران! میں بھی اسکے اڈے قائم کئے گئے ہیں۔

وہاں یہ تنظیم فرقہ وارنہ فسادت اور سنی، شعیہ فسادت کراوتے ہیں۔

اس علاقے کا نقشہ میں نے آپکو بھیج دیا ہے۔

اپنا موبائل چیک کریں۔

اوکے باس! اور کوئی حکم ہو تو بتائیں؟

نہیں جوزف بہت شکریہ۔۔۔گڈ بائے۔

عمران !اپنا فون کاٹ دیتا ہے۔

وہ موٹر سائیکل پر بیٹھتا ہے۔ہلمٹ پہنتا ہے۔

کہ اچانک اسے سامنے صفدر! کی کار سپیڈ سے بریک مار کے رک جاتی ہے۔

کیوں صفدر! خیر تو ہے؟

کیا مجھے اوپر پہنچانے کا پلان ہے پیارے!

ارے غضب ہو گیا! عمران غضب۔۔

کیوں صفدر۔۔۔کیا اماں بی نے تمھارا رشتہ فکس کر دیا ہے؟

ارے نہیں یار۔۔۔وہ ہسپتال والی لڑکی بھاگ گئی۔

کیا بھاگ گئی؟ سچ میں

ہائے اللہ! اب لوگ کیا کہے گے کس کے ساتھ بھاگی ہے؟ دیکھ لینا۔

اس کا عاشق اسے مشتری بائی! کے کھوٹھے پے بیچ دے گا۔

ایسی نا ہنجار لڑکیوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔

صفدر! حیرانی سے عمران کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

ارے یار! پریشان مت ہو۔

میں جانتا تھا کہ سالی کوشش کریگی بھاگنے کی۔

کیونکہ وہ ہمارے پڑوسی ملک کافرستان کی جاسوس تھی۔

اور ہم لوگوں کی باتوں سے اسے اندازہ ہوا ہوگا۔

کہ یہ لوگ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔

تو بھاگ گئی۔۔۔۔

ہاتھ جھاڑتے ہوئے۔۔پیسہ ہضم قصہ ختم۔

۔۔۔۔۔۔

عمران صفدر اور تنویر! درختوں کے گھنے تنوں کے پیچھے جھک رہے ہیں،

ان کی آنکھیں ویران علاقے کا مکمل جائزہ لے رہی ہیں۔

عمران یہ تو مکمل سنسان جگہ ہے۔
عمران (سرگوشی کرتے ہوئے)
ہمیں تیزی سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔
یہاں زیادہ دیر تک سیف نہیں رہا جا سکتا۔
تنویر (گھبراہٹ سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے)
وہ عمارت...
تو بالکل کھنڈر لگتی ہے، لیکن ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔
ہوسکتا ہے وہاں پہرہ دار موجود ہو۔ بہت خاموش۔
یار تنویر! یہ بہت خاموش کیا ہوتا ہے۔
یہ میرا شاگرد جو بنتا جا رہا ہے۔عمران شوخی سے بولا۔
بہت زیادہ خاموش۔ہش۔۔۔ش۔۔۔چھپ۔

فاصلے پر ایک خستہ حال عمارت نظر آ رہی تھی، اس سائیڈ پر گھنے درخت اور اندھیرا ہوتا ہے۔
پتوں کی ہلکہ سرسراہٹ، قدموں کی مدھم آواز سے بھی معلوم ہوتی تھی۔ ---
عمران (فوری طور پر) تنویر تم یہیں رہو۔
میں آگے تلاش کروں گا کوئی جگہ۔
تم لوگ اسے کرو یہی رک جاو۔
میں آگے جاتا ہوں۔
مجھے دیکھ کر جتنے بدمعاش ہونگے وہ نکل آئے گے۔
صفدر! نے اپنی رائے دی۔
ہاں یہ بہتر ہے تم آگے بڑھو۔تنویر نے اشارہ کیا۔

صفدر! تیزی سے آگے بڑھتا ہے، درختوں کے پیچھے جاتا ہے، تنویر اسے غور سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔:
اس کا ہاتھ ایک چھپے ہوئے ہتھیار کی نوک پر ہوتا ہے۔

جو کہ ایک نوکدار سے نوکیلی چیز ہوتی ہے۔

صفدر! کونے میں جھانکتے ہوئے عمارت کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے۔

اس نے چار نقاب پوش مردوں کو دیکھا- ہر ایک کے پاس ہتھیار ہے۔

وہ اس کی موجودگی سے بے خبر دروازے کے قریب پہرے دار کھڑے ہیں۔

صفدر! ایک لمحے کے لیے ان کا مشاہدہ کرتا ہے، پھر جھاڑیوں میں غائب ہو جاتا ہے۔

تنویر، ابھی تک درخت کے پیچھے چھپا ہوا ہوتا ہے، دم بھر کر انتظار کر رہا ہوتا ہے۔

صفدر! کی طرف سے ہلکا سا اشارہ اسے ملتا ہے-اس کے ہاتھ کا ایک تیز جھٹکا۔

اس نے پہرہ داروں کو نیچے لیٹا دیا۔

اور دو کو بے ھوش کر دیا تھا۔

تنویر (خود سے سرگوشی کرتے ہوئے)

اس نے کر لیا ہے۔واہ کمال!

صفدر! چار گرے ہوئے آدمیوں کے پاس پہنچا، ہر ایک کو درستگی کے ساتھ چیک کر رہا ہے۔

ان میں سے آخری دو ابھی تک سانس لے رہے تھے، لیکن کمزور سانسیں چل رہی تھی۔

صفدر پاس کھڑا ہے،

اور رحم سے ان دو بدمعاشوں کو دیکھ رہا ہے۔

عمران (خاموشی سے، تقریباً ایک سرگوشی)

رحم کرنے کا وقت نہیں ہے۔صفدر!

وہ انہیں جلدی اور مؤثر طریقے سے ختم کرتا ہے۔ ایک بار جب علاقہ صاف ہو جاتا ہے،

وہ عمارت کے داخلی دروازے کی طرف بڑھتا ہے۔:اور تنویر کو ہاتھ کے ہلکے اشارے سے اشارہ کرتا ہے۔

تنویر! اسکو دیکھتا ہے، سمجھ میں سر ہلاتا ہے۔

وہ آگے بڑھنے لگتا ہے،

عمارت کے دروازے پر صفدر سے ملتے ہی۔

یار پیچھے راستہ صاف ہے۔

تنویر(دھیمی آواز میں)

آپنے راستہ صاف کر دیا۔

اب، دروازے کے بارے میں کیا خیال ہے؟

عمران!(دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے)

داخلی راستہ تاروں سے جڑا ہوا ہے

غالباً بجلی کی تاریں ہیں۔

ہمیں دوسرا راستہ تلاش کرنا ہوگا۔

دروازہ بجلی کے تاروں سے ڈھکا ہوا ہے،

جس سے شگاف پڑ رہا ہے۔جلی ہوئی دھات کی ہلکی بو بھی ہوا میں معلق ہے۔۔

صفدر!فریم کو اسکین کرتا ہے،

اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا ہوتا ہے۔

اسکو چھونا مت!ورنہ سب کا چرغہ بن جائے گا۔

روسٹ بن جاو گے۔عمران بولا۔

صفدر(خود سے بڑبڑاتے ہوئے)

ہمیشہ ایک نہ ایک راستہ ہوتا ہے۔

ہمیں صرف اسے تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

وہ اردگرد دیکھتا ہے، دور ایک دیوار میں اسے روشن دان نظر آتا ہے۔

یہ زنگ آلود ہے، لیکن ابھی تک مقفل نہیں ہے۔

عمران(تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)

وہاں۔ ہم وہاں سے گزرتے ہیں۔

تنویر سر ہلاتا ہے،

ہلکے سے زور سے روشن دان کھل جاتا ہے---

تنویر(ہلکا سا مسکراتے ہوئے)

کافی آسان تھا۔

عمران (سر ہلاتے ہوئے، ایک بار پھر اپنے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے)

تیز اور چست رہیں۔

اصل چیلنج اندر ہے۔

تم لوگ یہی رکھو میں پہلے اندر جاتا ہوں۔

تم میرے ساتھ آو صفدر۔

تنویر تم باہر سنبھال لینا۔

وہ دونوں اندر کے اندھیرے میں قدم رکھتے ہیں، عمارت کے اندر غائب ہو جاتے ہیں۔

بلکل خاموشی ہے۔۔۔۔

عمران لاوارث عمارت کی خوفناک خاموشی کو دیکھ رہا ہے۔رک جاو۔۔

پانچ نقاب پوش آدمی! ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے ہوئے،

آج تو میڈیم! ہمیں جان سے مار ڈالی گی۔

اس دن ہم سے غلطی ہو گئی۔

شامو! کی لاش صیح ٹھکانے نہیں لگائی۔

(دھیمی، پر تعیش آواز میں) ہاں یار غلطی تو ہوئی ہے۔

لگتا ہے لاش پولیس والوں کے ہاتھ لگ گئی ہے۔

افراتفری اور خوف کے بوجھ سے بھرے شہر میں، ایک عورت اس ملک کے خلاف کھڑی ہے......

جب تک کہ یہ وطن ٹوٹ نہ جائے۔

یہ وطن تو نہیں ٹوٹے گا۔

البتہ میں تمھاری ہڈیاں! ضرور توڑں گا۔

بلکہ ان ہڈیوں کا سرمہ بنا کر کتوں کو۔۔

نہیں نہیں۔۔۔بلکہ سوروں کی آنکھوں میں وہ سرمہ لگاوں گا۔

عجیب بدتمیز انسان ہو۔

لگتا ہے تمھیں اپنی جان پیاری نہیں ایک نقاب پوش بولا۔

نقاب پوش افراد! اچانک حرکت میں آ گئے، عمران کی طرف دوڑے۔

جب وہ حملہ کرتے ہیں۔تو عمران اس تیزی سے گھومتا ہے،

اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ جاتی ہیں،

یہ انسان ہے یا جن؟

عمران! یہاں پیچھے ہٹنے نہیں آیا۔

وہ لڑائی کے لیے تیار ہے...

اچھا تو تمھارا نام عمران ہے۔

نام میں کیا رکھا ہے؟

کام دیکھو میرا کام۔

ایک نقاب پوش عمران! کا پیچھا کرتا ہے جب اس نے پہلے حملہ آور سے کک کھائی مگر ساتھ ہی ایک مکہ مارتے ہوئے اسے اپنے پیروں سے جھاڑ دیا۔ عمران دوسرے آدمی کو پکڑتا ہے،

اس کے خلاف اپنی ہاتھوں کا استعمال کرتا ہے۔

اور اسے دیوار سے ٹکرا دیتا ہے۔

عمران! بقیہ حملہ آوروں ۔۔۔کو تیزی سے گرانے لگتا ہے۔۔۔۔کون ہو تم؟

آخر میں، وہ آخری آدمی کے اوپر کھڑا ہو جاتا ہے، بھاری سانس لے رہا ہے لیکن فاتح ٹھہرتا۔

عمران (نیچے دیکھتے ہوئے،عزم کے ساتھ)

''تمہیں کس نے بھیجا ہے؟'' بتاو

اور اس تنظیم اگنی بلیک! کا اصلی مالک کون ہے؟

آخری آدمی کراہتا ہے۔لیکن جواب نہیں دیتا،

جس کی وجہ سے عمران نے مایوسی سے سر ہلایا۔

چلو ٹھیک ہے۔اگر تم جواب نہیں دیتے۔

وہ جیب سے اپنا چاقو نکالتا ہے۔

اسکے چہرے پر ایک کٹ لگاتا ہے۔

رک جاو رک جاو۔۔۔بتاتا ہوں۔

یہاں اس اڈے کی مالک کافرستانی تمنا بھاٹیا! ہے۔

جوخفیہ جاسوس ہے۔
اور اس تنظیم کا اصل مالک کا نام راز میں رکھا گیا ہے۔اس کی معلومات شاہ گل کو ہے۔
یعنی شاہ گل! چیف آف آرمی سٹاف کافرستان۔
اس کی طرف تو میرا پرانا قرض ابھی رہتا ہے۔
لگتا ہے شاہ گل! اپنے جاسوس بھیجتا رہے گا۔
عمران! اسکے سر پے زور سے وار کرتا ہے۔
وہ ادھر ہی مر جاتا ہے۔
عمران! ایک بڑے، مدھم روشنی والے ہال میں آگے بڑھتا ہے۔
ماحول کشیدہ ہوتا ہے، کسی سے بھی اچانک سامنا ہو سکتا تھا۔
پچھلی لڑائیوں کی بازگشت ابھی ہواؤں میں معلق تھی۔
عمران! آہستہ سے مڑتا ہے۔
وہاں کمرے کا دروازہ کھولتا ہے۔
وہاں دو نقاب پوش ہوتے ہیں۔
جو عمران پر حملہ کرتے ہیں۔
مگر عمران! بھی مارشل آرٹ کا ماہر ہوتا ہے۔
ایک ہی کک میں، دونوں کو گرا دیتا ہے۔
اور وہس پڑی رسیوں سے، دونوں کو باندھ دیتا ہے۔
مجھے بتاو، اس کمینی تمنا! کا کمرہ کون سا ہے۔
کوم تمنا؟ ہم کسی تمنا کو نہیں جانتے۔
اچھا تو تم نہیں جانتے۔۔۔ پیٹ لات مارتے ہوئے۔
بتاتا ہوں۔۔۔ بتاتا ہوں۔ مارو مت۔
جلدی بتاو پھر میں تمھیں ایک بات بتاتا ہوں۔
بائیں جناب راہداری میں موڑ جاو تو سامنے باس! کا کمرہ ہے۔
مجھے تو شکل سے تم لوگ پاکشیائی لگتے ہو۔

مگر افسوس! ہے تم لوگوں کی زندگی پر۔
جو چند ٹکوں کے عوض بھک جاتی ہے۔
اب میری ایک بات سنو غور سے۔۔۔۔
عربوں کی ایک عادت رہی ہے۔
جب ان کے گھوڑے زیادہ ہوجاتے اوران کی نسلوں کی پہچان ممکن نہ رہ پاتی تو سبھی گھوڑوں کو کسی ایک مقام پر جمع کر لیتے۔
پھر کھانا پینا بند کردیتے اور شدید قسم کی مار پیٹ کرتے۔
مار پیٹ کے بعد پھر گھوڑوں کے لئے کھانا پینا لاتے، تب گھوڑے دو گروہوں میں بٹ جاتے تھے۔
کچھ گھوڑے تو فورا دوڑتے کھانے کی طرف، انہیں کچھ فرق نہیں پڑتا تھا کہ کِھلا پلا کون رہا ہے مارا کس نے۔۔
اور دوسرے تھے نسلی گھوڑے،
جو ان ہاتھوں سے کھانا کھانے سے انکار کردیتے تھے جن ہاتھوں نے مار پیٹ کر کے ان کی توہین کی تھی۔
ان کی عزت نفس کو پامال کیا۔۔۔
انسانی معاشروں کو بھی اسی صورت حال کا سامنا ہے
اور بدقسمتی سے بدنسلوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔
اور تم جیسے وطن فروش وہ بدنسلے ہیں۔
جو اپنے وطن سے غداری کرتے ہیں۔
تم لوگوں کو تو پھانسی ہوگی۔۔
عمران وہاں سے نکلتا ہے۔
اس کا سفر یہیں ختم نہیں ہوتا۔
اس ہال میں راز ہوسکتے ہیں۔۔۔اور شاید کچھ اور بھی۔
آس پاس کے کمروں میں غیر قانونی اسلحہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔
عمران راہداری سے گزرتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوتا ہے۔
جیسے ہی عمران اندر داخل ہوتا ہے، تمنا، ایک پر جوش اور پراسرار عورت، کمرے کے بیچ میں کھڑی ہے۔
وہ گھبرا جاتی ہے۔
تم یہاں کیسے آ گئے؟

وہ محتاط ہو جاتی ہے۔

ویسے جیسے تم ہمارے پاک وطن میں آئی ہوں۔

تمنا (مسکراتے ہوئے، بازوؤں کو سر کے پیچھے لجاتے ہوئے)

لگتا ہے تم فائٹر ہو، عمران۔ لیکن یہ تو صرف شروعات ہے۔''ابھی تو پکچر باقی ہے میرے دوست!

عمران (ایک ابرو اٹھا کر)

تم کون ہو؟ کونسا دوست؟

میں تم جیسی غلیظ کافرہ کا دوست نہیں ہو سکتا۔

ایک تو کافر اور سے گائے کا پیشاب پینے والے۔

دماغ سے فارغ لوگ!

تمنا میں تو وہ ہوں جو فیصلہ کرتی ہوں۔

دیکھتی ہوں کہ مقابلے میں کون جیتا ہے اور کون مرتا ہے۔

تم اپنی زندگی کو خود سے بہت دور کر چکے ہو......لیکن کیا تم مجھ سے بچ سکتے ہو؟''

میں تمھیں یہی مار دوں گی۔

تم مجھے ماروں گی؟

عمران محتاط انداز میں، اس کے گرد گھیرا ڈالتا ہے،

اس کی آنکھیں اسکے وجود کا مشاہدہ کرتی ہیں، جب کہ تمنا! اس کی حرکات کو غور سے دیکھتی ہے،

اس کی آنکھوں میں نفرت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔

اچانک، ایک گھنٹی کی آواز گونجتی ہے،

جب ماحول ایک شدید جنگ کے میدان میں بدل جاتا ہے۔

اس سے پہلے کہ پہرہ داروں کو خبر ہوتی۔

عمران اور تمنا! نے ایک شدید لڑائی شروع کی، تیز دھڑکنوں اور چست مکوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔

تمنا کے حملوں میں شدت پیدا ہوتی ہے۔

ہر لات، ہر گھونسہ جدوجہد سب خطا جاتے ہیں۔

کیونکہ عمران! اپنی چستی کا استعمال کرتا ہے، جبکہ تمنا! حکمت عملی اور دھوکہ دہی سے کام لیتی ہے۔

مگر مارشل آرٹ میں عمران ! کا کوئی ثانی نہیں ۔

تمنا ! کو اس زور سے دھکا دیتا ہے،

کہ وہ دور زمین پے گر جاتی ہے ۔

دیوار سے ٹیک لگا کر عمران ! سانس لیتا ہے ۔ ایک پرعزم نظر کے ساتھ، اس کا سامنا پھر تمنا سے ہوتا ہے،

جو ایک آخری مقابلے کے لیے تیار ہوتی ہے ۔

کیوں تھک گئے ؟ پاکیشائی ۔۔۔ طنز سے بولتے ہوئے ۔

عمران میں پیچھے نہیں ہٹوں گا ۔

ابھی نہیں، کبھی نہیں ۔ بلکہ کبھی نہیں ۔

تمنا ! مسکراتی ہے، متجسس ہوتی ہے ۔

جیسے ہی وہ دراز سے پستول ! نکالنے کی کوشش کرتی ہے ۔

عمران ! اس پر گر جاتا ہے ۔۔۔

اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر پیچھے باندھ دیتا ہے ۔

اور زور سے تھپڑ لگاتا ہے ۔

لیٹی رہو ۔۔۔۔

ورنہ میں عورتوں ! پر بھی رحم نہیں کرتا ۔

اور تم مجھے نہیں جانتی ۔

البتہ تمھارا کتا شاہ گل ! مجھے اچھی طرح جانتا ہے ۔

تم کیسے جانتے ہو باس کو ؟

کیونکہ تمھارا باس ! مجھے باجیاں پیش کرتا رہتا ہے ۔

شاہ گل ! مجھ سے بہت پیار کرتا ہے ۔

اب بیٹھ جاو آفس پہنچ کے تمھیں گرم گرم چائے پلواوں گا ۔

کیونکہ ہم کافرستان کے لوگوں کو فنٹاسٹک ٹی ۔۔۔ ضرور پلاتے ہیں ۔

باہر سے گاڑیوں کی اور پولیس کی آوازیں آتی ہیں ۔

لو جی تمھارے باراتی پہنچ گئے ۔

گرفتار کرلو اس کو۔۔

فیاض! تمنا کو لے جاتا ہے۔

تنویر!؛ وقت پے پولیس کو اطلاع دیتا ہے۔

چلو یہ کافرہ تو پکڑی گئی۔

اچھا ہوا۔

عمران! اپنے فلیٹ پے۔ ٹی وی پے مزے سے فلم دیکھ
رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ رو بھی رہا تھا۔

صاحب! آپکے ڈرامے ختم نہیں ہوتے۔

اسکا باورچی سلیمان! بولا۔

یہ لیجئے گرم گرم چائے۔

اور عمران زور سے قہقہہ لگاتا ہے۔۔۔۔

ختم شد!